صدقۂ جاریہ
کی
فضیلت

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہ

مکتبۃ الاسلام کراچی

صدقۂ جاریہ

کی

فضیلت واہمیت

- علم دین
- نہر بنوانا
- کنواں کھدوانا
- درخت لگانا
- مسجد بنانا
- قرآنِ پاک
- نیک اولاد

حضرت اقدس مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی دامت برکاتہم العالیہ

نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

ناشر

مکتبۃ الاسلام کراچی

باہتمام : شاہد محمود
مطبع : القادر پرنٹنگ پریس، کراچی
ناشر : مکتبۃ الاسلام کراچی
کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی
فون : 021-5016664-65
موبائل : 0300-8245793

ملنے کے پتے

- ادارۃ المعارف، دارالعلوم کراچی
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- ایچ ایم سعید، پاکستان چوک، کراچی
- مکتبہ زکریا، بنوری ٹاؤن، کراچی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ نحمده و نستعينه و نستغفره و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده اللہ فلامضل له و من يضلله فلاهادی له و نشهد ان لااله الااللہ وحده لاشريك له ـ

امّا بَعْدُ فاعوذ باللہ من الشيطن الرجيم ٥ بسم اللہ الرحمن الرحيم ـ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ـ (البقرة : ٢٦١)

میرے قابلِ احترام بزرگو!

اس آیت کریمہ میں جو ابھی میں نے تلاوت کی ہے اللہ رب العزت نے اپنے راستے میں مال خرچ کرنے اور صدقہ دینے کی فضیلت بیان فرمائی ہے، جس کی تفصیل ان شاء اللہ میں ابھی آپ کے

سامنے عرض کروں گا۔

راہِ خدا میں مال خرچ کرنا

اس سے پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ہے اور اس فانی دنیا سے ہمیں باقی کو لینا ہے یعنی اس دنیا میں رہ کر اپنی ہمیشہ ہمیشہ کی آخرت کی زندگی کو بنانا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کاموں اور اس کی رضا کے کاموں میں لگنے اور ان کی فکر کرنے سے بنے گی ،اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور خوش کرنے والے کاموں میں جہاں نماز ،روزہ ، حج وعمرہ ،نوافل اور اذکار وغیرہ ہیں وہاں صدقہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور خوش کرنے کا ایک بہترین عمل ہے،اس لئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں صرف اس کی رضا کی خاطر اخلاص کے ساتھ اس کے دیئے ہوئے مال میں سے کچھ نہ کچھ خیر کے کاموں میں لگاتے رہنا چاہیے۔

صدقہ کی دو قسمیں

صدقہ کی دو قسمیں ہیں ،ایک عام صدقہ ، کہ صدقہ کرنے کے بعد صدقہ کرنے والے کو اس کا ثواب مل جاتا ہے لیکن اس کا ثواب ہمیشہ ہمیشہ جاری نہیں رہتا ،مثلاً کوئی فقیر بھوکا تھا اس کو کھانا کھلانا صدقہ ہے اگر اس کو کھانا کھلایا اور اس نے کھانا کھایا اور اس کا پیٹ بھر گیا

تو کھانا کھلانے والے کو اس کا ثواب مل گیا لیکن اس کا پیٹ بھرنے کے بعد کھانا کھلانے والے کو ہمیشہ اس کا ثواب نہیں ملے گا۔ اسی طرح کوئی بیمار ہے اس کو علاج و معالجہ کیلئے پیسے دیدیئے، اس نے علاج کرا لیا اور وہ ٹھیک ہو گیا تو پیسے دینے والے کو اس کا ثواب مل گیا، لیکن اس کا ثواب ہمیشہ جاری نہیں رہے گا، تو ایک صدقہ یہ ہوا، یہ بھی عبادت ہے، اس کا بڑا ثواب ہے، اس میں بھی حسب استطاعت حصہ لیتے رہنا چاہئے۔

صدقہ کرنے کا آسان طریقہ

اس کی آسان ترکیب یہ ہے کہ ہر شخص اپنی آمدنی کا کچھ حصہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کیلئے مخصوص کرلے، چاہے ایک فیصد ہو یعنی سو روپے پر ایک روپیہ، ایک ہزار روپے پر دس روپے اور دس ہزار پر سو روپے، اور اس قدر صدقہ وہ باقاعدگی سے ماہوار یا ہفتہ وار ادا کرتا رہے اور اتنا معمولی صدقہ ہر شخص بآسانی دے سکتا ہے لہٰذا نفلی صدقہ دینے کا کچھ نہ کچھ دائمی معمول بنانا چاہئے۔

صدقہ کرنے والے اور نہ کرنے والے کیلئے فرشتہ کی دعا

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّامَلَکَانِ یَنْزِلَانِ

فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقاً
خَلَفاًوَيَقُوْلُ الْاٰخِرُاَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكاً
تَلَفاً۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ

ہر صبح جب دن چڑھتا ہے تو دو فرشتے (آسمان سے) اترتے ہیں، ان میں سے ایک فرشتہ یہ دعا کرتا ہے "اے اللہ! جو آپ کے راستے میں خرچ کرے اس کا بدل عطا فرما" اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے "اے اللہ! جو آپ کے راستے میں خرچ نہ کرے اسکے مال کو ہلاک فرما"۔ (بخاری)

اس سے اندازہ لگائیے کہ اللہ کی راہ میں صدقہ دینے سے مال بڑھتا ہے اور نہ دینے سے مال گھٹتا ہے، دیکھئے! صدقہ دینے کا دنیا میں کتنا بڑا فائدہ ہے اور نہ دینے کا کتنا بڑا نقصان ہے اور صدقہ دینے میں آخرت میں بھی فائدہ ہے اور نہ دینے میں نقصان ہے۔

ایک کھجور صدقہ کرنے کا اُحد پہاڑ کے برابر ثواب

آخرت میں اس کا فائدہ یہ ہے کہ کم از کم اس کا دس گنا ثواب ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایک روپیہ صدقہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کم از کم اس کو اس کا دس گنا ثواب آخرت میں عطا فرمائیں گے، اور اگر اللہ تعالیٰ

چاہیں تو اس کا ثواب اس سے بھی بڑھا چڑھا کر عطا فرما سکتے ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فُلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ۔

وفی روایة مثل احد کذا فی البیهقی (مشکوٰة: ص ١٦٧ ج-١)

ترجمہ

جو شخص (اپنی) حلال کمائی سے کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے اور (جان لو کہ) اللہ پاک صرف مالِ حلال ہی قبول کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتے ہیں اور پھر اس (صدقہ) کو صدقہ دینے والے کیلئے اس طرح پالتے ہیں جیسا کہ کوئی شخص بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ یا اس کا ثواب) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔ ''السنن الکبریٰ'' کی ایک روایت میں ہے ''یہاں تک کہ وہ صدقہ احد پہاڑ کے برابر

ہو جاتا ہے''۔

کہاں ایک کھجور کا ٹکڑا اور کہاں احد پہاڑ (احد پہاڑ مدینہ کے پہاڑوں میں سب سے بڑا پہاڑ ہے)۔

اس سے اندازہ لگا لیجئے! کہ اللہ کی رضا کیلئے ایک کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرنے کا اجر وثواب کتنا زیادہ ہے۔

امتِ محمدیہ کے لئے خصوصی انعام

ایک روایت میں بہت عجیب وغریب انداز سے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے جس کے اندر یہ آیتِ کریمہ بھی ہے جو میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔

اس سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ پچھلی امتوں میں یہ ہوتا تھا کہ اگر ان کا کوئی شخص ایک نیکی کرتا تھا تو ایک ہی نیکی کا ثواب لکھا جاتا تھا ایک نیکی پر دس گنا ثواب ملنے کا دستور نہیں تھا اور اگر کوئی گناہ کرتا تو ایک گناہ بھی لکھا جاتا تھا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے صدقے اور آپ کے طفیل اللہ پاک نے حضور ﷺ کی امت پر یہ احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کا امتی کوئی نیک عمل یا کوئی نیک کام کرے چاہے وہ صدقہ ہو، نفلی صدقہ ہو یا صدقہ جاریہ ہو یا اور کوئی نیکی ہو، تلاوت، سخاوت، صلح رحمی، ہمدردی اور خیر خواہی وغیرہ ہو تو اس کا کم از کم دس گناہ ثواب لکھا جائے گا اور ایک گناہ کرنے

پر صرف ایک گناہ لکھا جائے گا۔ اور یہ بھی اس وقت لکھا جائے گا جب واقعۃً وہ گناہ کر لے، کرنے سے پہلے نہیں لکھا جائے گا، تو گناہ ایک لکھا جائے گا اور نیکی دس گنا لکھی جائے گی، اس میں ایک بہت ہی خاص اللہ تعالیٰ کی رحمت پوشیدہ ہے، وہ یہ کہ آخرت میں جب سب لوگ پہنچیں گے تو آخرت میں اعمال کی گنتی نہیں ہوگی بلکہ وزن ہوگا، چنانچہ دوسری امتوں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا بھی حساب ہوگا، تو ان کا جب حساب ہوگا تو گناہ ایک ایک لکھا ہوگا، اور نیکیاں دس دس گنا لکھی ہوں گی اور جب ان کی نیکیاں تولی جائیں گی تو امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر مؤمن کی نیکیاں زیادہ ہی نکلیں گی، تو اس میں اللہ پاک نے ایک خاص رحمت پوشیدہ کر کے حضور ﷺ کی امت کی بخشش کا زیادہ سے زیادہ سامان کر دیا ہے جو پچھلی امتوں کو حاصل نہیں تھا۔

صدقہ کے اجر میں بتدریج اضافہ

جب سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

"مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا"

(الانعام: آیت: ۱٦۱)

ترجمہ

جو شخص ایک نیکی بجالائے گا تو اس کو دس گنا اجر ملے گا۔

تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت خاص انعام ہوا جو اس سے پہلے کبھی کسی اور امت پر نہیں ہوا تو حضور پاک علیہ السلام نے یہ محسوس فرمایا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں ہے اور کسی امت پر اللہ پاک نے اپنا یہ کرم نہیں فرمایا جو میری امت پر فرمایا ہے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے، لہٰذا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ! آپ نے اپنے کرم اور اپنے فضل سے میری امت کی نیکی کو دس گنا بڑھا دیا ہے، یا اللہ! اس سے بھی زیادہ آپ بڑھانے پر قادر ہیں، یا اللہ! میری امت کے اجر وثواب میں اگر اور اضافہ فرمادیں تو بہتر ہے، آپ کے خزانہ رحمت میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور میری امت کا بھلا ہو جائے گا، آپ ثواب اور بڑھا دیجئے، تو دوسری آیت نازل ہوئی یہ وہی آیت ہے جو میں نے تلاوت کی ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ
مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ
وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ (البقرة: ٢٦١)

ترجمہ

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی

حالت (عنداللہ) ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی
حالت جس سے سات بالیں اگیں (اور) ہر بالی
کے اندر سو دانے ہوں۔اور افزونی خدا تعالیٰ جس
کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ بڑی
وسعت والے ہیں۔

(بیان القرآن)

حضور ﷺ کی اس درخواست پر اللہ پاک نے دس گنا کو بڑھا کر سات سو گنا کر دیا، تو نیکی ایک، ثواب سات سو گنا۔نماز ایک، ثواب سات سو گنا اللہ پاک نے حضور ﷺ کی درخواست قبول فرمائی اور آپ کی امت کے ثواب کو دس گنا بڑھا کر سات سو گنا کر دیا، جو بھی نیکی کریں گے اگر ان کے اندر ایسا اخلاص ہوگا جس کی وجہ سے وہ سات سو گنا کا مستحق بن جائے تو سات سو گنا اس کو ثواب ہوگا، نیکی ایک اور ثواب سات سو گناہ۔

جب سات سو گنا اللہ پاک نے بڑھا دیا تو آپ ﷺ نے اپنی امت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے مزید درخواست کی کہ اس سے بھی زیادہ میری امت کے ثواب کو بڑھا دیا جائے، چنانچہ تیسری آیت نازل ہوئی:

"مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً
فَیُضَاعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافاً کَثِیْرَۃً"۔

(البقرۃ:۲۴۵)

ترجمہ

جولوگ ہمارے راستے میں دیں گے ہم ان کو بڑھا
چڑھا کردیں گے۔

اس میں سات سو گنا کی قید اللہ پاک نے ختم فرمادی کہ سات سو گنا کی قید نہیں ہم اس کو بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر اجر دیں گے۔

لیکن بہت بڑھانے کے بعد پھر بھی اس کے اندر حساب اور شمار والی بات باقی رہی۔تو پھر آپ ﷺ نے درخواست کی کہ یا اللہ! اگر آپ چاہیں تو میری امت کے ثواب کو اس سے بھی زیادہ بڑھا سکتے ہیں تو اللہ پاک نے چوتھی آیت نازل فرمائی جس میں یہ ارشاد فرمایا:

"اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ"
(الزمر: ۱۰)

ترجمہ

محض صبر کرنے والوں کو بدلہ دیا جائے گا ان کے
اجر کا بے حساب۔

یعنی جو ہمارے راستے میں صبر سے کام لیں گے تو ان صبر کرنیوالوں کو ان کے اعمال کا بدلہ بغیر حساب کے دیا جائے گا، ان کے اجر وثواب کا کوئی حساب وشمار نہ ہوگا، بے حساب اجر وثواب ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھو! ان کے کرم کا معاملہ دیکھو اور ہمارا کام بنتا دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حضور ﷺ کے صدقہ

اور آپ کے طفیل ہمارا کتنا بڑا کام بن گیا کہ اگر ہم اللہ کے واسطے، اللہ کی رضا کے واسطے اس کے راستے میں اگر کچھ مال خرچ کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بے حساب بھی اجر و ثواب مل سکتا ہے۔

قبولیت صدقہ کی شرائط

لیکن اس کے لئے دو کام کرنے ہونگے۔

(۱) ایک مال حلال ہو

(۲) دوسرے نیت خالص ہو۔

اس میں دکھاوے کی نیت نہ ہو، نمائش کی، تعریف چاہنے کی، لوگوں کے اچھا کہنے کی، واہ واہ کرنے کی، نام روشن ہونے کی نیت نہ ہو بلکہ اس کا شائبہ بھی نہ ہو، صرف اور صرف دل کے اندر یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوں اور اس کے بدلہ وہ میری آخرت بنادیں اس کے سوا کچھ نیت نہ ہو۔

تو انشاء اللہ آخرت میں بھی بے حساب اجر ملے گا اور دنیا میں بھی اس کے مال میں خوب خیر و برکت ہوگی۔ جو چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے نیز فرشتے کی دعا جو اوپر گزری ہے روزانہ وہ بھی اس کو لگے گی، اسی طرح اللہ کے واسطے جو اللہ کے راستے میں حلال مال دیتا رہے گا فرشتے کی دعا اس کو لگتی رہے گی اور فرشتے کی دعا قبول ہوتی ہے بہرحال مال

کے صدقہ کا عظیم فائدہ ہوا۔اس کے علاوہ جوتکالیف ، بلائیں اور پریشانیاں ہیں وہ بھی اس مالی صدقہ کی برکت سے دور ہوتی رہتی ہیں تاہم یہ پہلا صدقہ ہے جونفلی صدقہ کہلاتا ہے اور یہ نفلی صدقہ بھی بہت بڑی نعمت ہے اور بہت بڑی عبادت ہے اس کا بھی اہتمام کرتے رہنا چاہئے ،اس کی بھی ضرورت ہے۔

صدقہ جاریہ

ددوسراایک اور صدقہ ہے جوصدقہ جاریہ کہلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کوئی تا دیر قائم رہنے والی خیر اور دیر تک فائدہ پہنچانے والی چیز دوسروں کیلئے مقرر کردی جائے تو اس کوصدقۂ جاریہ کہتے ہیں، جب اس کو قائم کرلیا جائے تو قائم کرنیوالے کے لئے اس کا ثواب جاری ہوجاتا ہے، چنانچہ اس بنانیوالے کی زندگی میں بھی اس کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں درج ہوتا رہتا ہے اور جب وہ دنیا سے چلا جاتا ہے، اس کا انتقال ہوجاتا ہے اور قبر میں پہنچ جاتا ہے تو قبر میں بھی اس کا ثواب اس کو پہنچتا رہتا ہے۔کیونکہ عام طور پر صدقہ جاریہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کو اس کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ کرنیوالا تو دنیا سے چلا گیا لیکن کام ایسا کرگیا کہ اب اس کے مرنے کے بعد بھی وہ جاری ہے تو اس کوثواب برابر ملتا رہے گا ،ایسے صدقہ کو صدقۂ جاریہ کہتے ہیں۔

صدقۂ جاریہ کا فائدہ

یہ صدقہ بہت زیادہ قیمتی اور بہت ہی زیادہ اہم ہے اس کو ہم سب بھی کر سکتے ہیں اور ہمارے لئے اس میں حصہ لینا بے حد آسان ہے، اس میں دو باتیں یادرکھنی ضروری ہیں، ایک تو اخلاص ہو، دوسرا اگر وہ مال ہے تو وہ حلال ہو ان دونوں باتوں کے بعد صدقۂ جاریہ میں شرکت آسان اور فائدہ اتنا زبردست کہ دنیا میں بھی اس کے ثواب سے مالا مال ہو اور جب خود عمل کرنے سے عاجز ہو جائے مرنے کی وجہ سے تو دنیا سے جانے کے بعد بھی اس کو برابر ثواب ملتا رہے، اس سے بڑھ کر کیا فائدہ ہوگا؟

صدقۂ جاریہ کی سات صورتیں

حدیث شریف میں اس کی سات مثالیں بیان کی گئیں ہیں،

چنانچہ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَبْعَةٌ يَجْرِیْ لِلْعَبْدِ أُجُوْرُهُنَّ وَهُوَ فِیْ قَبْرِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا اَوْ كَرىٰ نَهْرًا اَوْ حَفَرَ بِئْرًا اَوْ غَرَسَ نَخْلًا اَوْ بَنىٰ مَسْجِدًا اَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا اَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ ۔

(رواہ البیھقی فی "شعب الایمان ص۲۴۸ ج۔۳ رقم الحدیث ۳۴۴۹)

ترجمہ

سات آدمی ایسے ہیں جنہیں ان (کے صدقات و اعمال) کا اجر موت کے بعد ان کی قبر میں دیا جاتا ہے (اور وہ یہ ہیں)

(۱) جو شخص علم سکھائے

(۲) یا نہر بنا دے

(۳) یا کنواں کھود دے

(۴) یا درخت لگا دے

(۵) یا مسجد بنا دے

(۶) یا قرآن پاک ترکہ میں چھوڑ دے

(۷) یا ایسا لڑکا چھوڑ جائے جو اس کی موت کے بعد اس کے لئے استغفار کرتا رہے۔

یہ سات آدمی ایسے ہیں کہ جب وہ دنیا سے چلے جائیں گے اور اپنی اپنی قبروں میں پہنچ جائیں گے تب بھی ان کے کئے ہوئے صدقۂ جاریہ کا ثواب برابر ان کے لئے جاری رہتا ہے۔

علم پڑھنا اور پڑھانا

اس حدیث شریف میں سب سے پہلی مثال یہ بیان فرمائی کہ:

مَنْ عَلَّمَ عِلْماً

جو شخص علم سکھائے۔

یعنی ایک صدقۂ جاریہ یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنی دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے کسی کو دین کا علم سکھا دیا ہو۔

دین کا علم سکھانے میں نورانی قاعدہ سے لے کر بخاری شریف پڑھانا، قاضی اور مفتی بنانا، حافظ وقاری بنانا اور قرآن شریف پڑھانا سب آ گئے بلکہ جتنے بھی علومِ شرعیہ ہیں سب کا پڑھنا پڑھانا اس میں آ گئے، قرآنِ کریم کے مکتب سے لے کر بڑی سے بڑی جامعات بھی آ گئیں۔ بہر حال مدارسِ دینیہ علمِ دین پڑھنے اور پڑھانے کے مرکز ہیں۔ ان میں جو علمِ دین پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے یہ سب صدقۂ جاریہ ہے، مدارس جو علمِ دین کا مرکز ہیں وہ خود بھی صدقہ جاریہ ہیں۔

اشاعتِ دین کا مقام

علمِ دین ایک بہت بڑی عبادت ہے، چنانچہ جتنی بھی نفلی عبادتیں ہیں ان میں سب سے زیادہ ثواب اس کا ہے یہاں تک کہ جہاد سے بھی، یہاں تک کہ تبلیغ سے بھی، تبلیغ اور جہاد سے بھی زیادہ فضیلت علمِ دین کی ہے، اس لئے تمام نفلی عبادات میں سب سے زیادہ باعثِ اجر وثواب جو عمل ہے وہ دین کا علم سیکھنا اور سکھانا ہے۔ اس لئے بلاشبہ یہ اہم صدقۂ جاریہ ہے۔

ختم نہ ہونے والا صدقۂ جاریہ

کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کو نورانی قاعدہ پڑھادیا، کسی کو قرآن شریف با تجوید پڑھادیا، کسی کو علوم شرعیہ پڑھا کر قرآن شریف کے معنیٰ اور مطلب سے آگاہ کردیا، کسی کو مزید علوم شرعیہ پڑھا کر باقاعدہ عالم اور عالمہ بنادیا، اس نے آگے بڑھ کر کسی اور کو مفتی بنادیا، اس کے بعد پڑھانیوالا دنیا سے چلا گیا، اب جتنا اس نے زندگی میں دین پڑھایا تھا اس کے بعد اس کے شاگرد پڑھا رہے ہیں اور اس کو برابر ثواب مل رہا ہے، اگر اس کے شاگردوں نے، طلبہ نے، طالبات نے، بنین نے، بنات نے، اپنے اساتذہ سے سیکھ کر، اپنی معلّمات سے سیکھ کر دوسروں کو سکھادیا اور دوسروں کو پڑھادیا اور دوسروں تک پہنچایا، جس کو پہنچا پھر انہوں نے آگے پڑھانا شروع کردیا تو بس یہ ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ ہوگا جو انشاء اللہ قیامت تک چلتا رہے گا، سب سے پہلے جس نے پڑھایا تھا اس کو اپنے پڑھانے کا ثواب اپنی قبر میں ملے گا اور جب مزید واسطہ در واسطہ یہ سلسلہ چلے گا تو اس کا ثواب الگ ہوگا، اب اس سے اندازہ لگایئے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے زمانہ سے لے کر ہم تک تقریباً چودہ سو سال ہوگئے ہیں اور پندرہویں صدی چل رہی ہے تو حضور ﷺ سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سیکھا، صحابہؓ سے تابعینؒ نے سیکھا، تابعینؒ سے تبع تابعینؒ نے سیکھا اور آج تک ایک دوسرے سے علمِ دین سیکھتے سکھاتے چلے آرہے ہیں اور آج

چودہ سو (۱۴۰۰) سال کے بعد اس پندرہویں صدی میں یہ تمام علومِ شرعیہ ہم تک پہنچ گئے ہیں اور ہمارے مدرسوں میں ان کو پڑھایا پڑھایا جارہا ہے جتنے ہم سے پہلے گزرے ہیں بعد والے ان کے لئے صدقۂ جاریہ ہیں، ان کی علمی محنتیں، تعلیمی اور تصنیفی کاوشیں سب صدقۂ جاریہ ہیں، اب جو بھی بندے اور بندیاں ان کی تصنیفوں اور علوم کو پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوئے ہیں ان سب کا ان کو برابر ثواب ملتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

تعلیم و تعلّم سونے کی زنجیر ہے

علم پڑھنے پڑھانے کی مثال سونے کی زنجیر کی سی ہے، اب اس سونے کی زنجیر میں جو بھی جڑ جائے گا تو وہ بھی اس چین میں چل پڑے گا۔ اس کا ایک سرا سرکارِ دوعالم ﷺ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا آخرت سے جڑا ہوا ہے جو بھی اس سے ہمکنار ہو جائے گا اور اس زنجیر سے جڑ جائے گا بس وہ بھی سونا بن جائے گا، لہٰذا اگر ایک استاذ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار طلبہ اور طالبات کو دین کا علم سکھایا، اس کے مرنے کے بعد ایک ہزار طلبہ اور طالبات جو ساری زندگی اس علم کو پڑھیں گے، پڑھائیں گے، سیکھیں گے، سکھائیں گے، عمل کریں گے، عمل کرائیں گے، تبلیغ کریں گے، اشاعت کریں گے، جتنے بھی وہ نیک کام کریں گے اس علم کو حاصل کرنیکی وجہ سے ان تمام اعمال صالحہ

کا ثواب استاذ کو ہوگا۔

دینی مدارس آخرت بنانے کی فیکٹریاں ہیں

اس لئے یہ مدرسے، جامعات اور مکاتب قرآنیہ اس لحاظ سے آخرت میں اجر وثواب کمانے کا بہت ہی بڑا ذریعہ ہیں اور یوں کہنا چاہئے کہ یہ آخرت کے کارخانے ہیں، یہ فیکٹریاں ہیں، جس نے یہاں کوئی مشین لگادی مثلاً ایک مشین تو استاذ ہے، طلبہ وطالبات ہیں اور دوسرے یہ عمارت خواہ وہ دنیا میں رہے یا نہ رہے اس کی یہ مشین چلتی رہے گی اس سے جتنے لوگ پڑھتے رہیں گے، پڑھاتے رہیں گے اس کا ثواب ملتا رہے گا اور اس کو اجر وثواب کے پارسل ملتے رہیں گے بہرحال یہ علم بھی صدقۂ جاریہ ہے اور اس میں پڑھنا اور پڑھانا بھی صدقۂ جاریہ ہے، لیکن ہر آدمی پڑھا نہیں سکتا کیونکہ علمِ دین پڑھانے کا کام ہی ایسا ہے کہ آدمی جب کم از کم قرآن شریف پڑھا ہوا ہو تو وہ آگے پڑھا سکتا ہے، اس کے بغیر پڑھانا مشکل ہے، اس لئے علمِ دین۔ عالم ہی پڑھا سکتا ہے، عام آدمی کیسے پڑھا سکتا ہے؟ نہیں پڑھا سکتا۔

عوام کے لئے صدقۂ جاریہ کی مختلف صورتیں

ایسے لوگ جو خود پڑھا نہیں سکتے ان کے لئے بھی راستہ ہے، وہ راستہ یہ ہے کہ وہ نورانی قاعدے، قرآن مجید، تفسیر کی کتابیں،

حدیث کی کتابیں ، فقہ کی کتابیں اور شریعت کی کتابیں فراہم کریں اور مدارس میں وقف کریں، ان کے لئے یہ مستقل صدقۂ جاریہ ہے، اب اس کی کتابوں سے طلبہ پڑھ رہے ہیں، اساتذہ پڑھا رہے ہیں اور جب تک وہ کتابیں رہیں گی اور ان سے پڑھنا پڑھانا جاری رہے گا اور ان سے پڑھ پڑھ کر عالم بنیں گے، حافظ بنیں گے، قاری بنیں گے تو کتاب دینے والے کو سب کا ثواب ملے گا، کتاب چھپوانا تو ہمارے اختیار میں ہے، اگر نہیں چھپوا سکتے تو قیمۃً خرید کر مدرسہ میں وقف کردیں، گو کہ جس طرح ہم خود عالم نہیں بن سکے مگر ان کتابوں سے عالم بننے کا ثواب تو حاصل کرسکتے ہیں۔

چہل حدیث کی خاص فضیلت

حدیث میں ہے:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَاحَدُّالْعِلْمِ اِذَابَلَغَهٗ الرَّجُلُ کَانَ فَقِیْهًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ’’مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰہُ فَقِیْهًا وَکُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَافِعًا وَشَهِیْدًا۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم ص۳٦ ج۔۱)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ علم کی وہ حد کیا ہے جب آدمی وہاں تک پہنچ جائے تو وہ فقیہ ہوجائے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری امت پر (شفقت کرتے ہوئے) دین کے معاملہ میں چالیس حدیثیں یاد کرلے اللہ پاک اس کو (قیامت کے دن) فقیہ بنا کر اٹھائیں گے اور میں اس کے لئے روزِ قیامت شفاعت کروں گا اور اس کے لئے گواہی دوں گا۔

لہٰذا اگر عالم بننے کی فضیلت حاصل کرنی ہے تو چالیس حدیثیں یاد کرلیں۔ چالیس حدیثیں جو شخص یاد کرلے گا قیامت میں وہ عالموں کی صف میں ہوگا۔ اگر زبانی یاد کرنا مشکل ہو تو پھر چھپوا کر تقسیم کردیں۔ بہرحال جس نے چالیس حدیثیں حضور ﷺ کی امت کے فائدے کی حضور ﷺ کی امت تک پہنچادیں وہ بھی عالموں کی صف میں کھڑا ہوگا، عالم کہاں اور کہاں چالیس حدیثیں؟ اور چالیس حدیثیں کتابوں کی شکل میں بھی چھپی ہوئی ہیں انہیں خرید کر تقسیم کردیں اور ایسی چھوٹی چھوٹی چہل احادیث بھی ہیں کہ ایک ہی صفحہ میں چالیس حدیثیں ہیں اور ایسی چالیس احادیث چالیس دن میں آدمی زبانی یاد کرسکتا

ہے، بہر حال علم ایک عظیم صدقۂ جاریہ ہے۔

مدارس کی قدر کریں

اس لئے مدرسوں کی جہاں پر قرآن شریف کی تعلیم ہوتی ہو، دینی علوم کی تعلیم ہوتی ہو قدر کرنی چاہئے اور قدر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ یہ بھی ہماری آخرت بنانے کا ذریعہ ہیں، ہماری جتنی حیثیت ہو اور جتنی اس میں حصہ لینے کی طاقت ہو حلال مال سے، خلوص کے ساتھ اس میں حصہ لینا چاہئے، نہ کسی کو بتائیں نہ کسی کے سامنے تذکرہ کریں اور اگر کوئی تذکرہ کرے تو اس کو بھی پسند نہ کریں، دل میں سوچیں کہ میں نے یہ دنیا کو دکھانے کیلئے نہیں دیا ہے بہر حال اس حدیث شریف میں جتنے بھی صدقے ذکر کئے گئے ہیں ان میں علم دین کا صدقہ سب سے بڑھ کر ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور صدقۂ جاریہ نہیں۔

نہر بنوانا بھی صدقۂ جاریہ ہے

دوسری مثال حدیث شریف میں یہ فرمائی گئی کہ:

اَوْ کَرٰی نَھْرًا

یا اس نے نہر بنادی

پانی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، جہاں پانی نہیں ہوتا

وہاں لوگ کتنی تکلیف سے زندگی گزارتے ہیں اور کتنے میلوں سے پانی لے کر آتے ہیں اور جس علاقہ سے نہر گزرتی ہو وہاں راحت کی کوئی انتہا نہیں کہ ہر وقت پانی موجود ہے، ٹھنڈا میٹھا پانی موجود ہے جس کے لانے میں کوئی تکلیف نہیں، کپڑے دھونے میں کوئی تکلیف نہیں، برتن دھونے میں کوئی تکلیف نہیں، گھر کے اندر پانی استعمال کرنے میں کوئی تکلیف نہیں۔ بہر حال یہ بھی صدقۂ جاریہ ہے۔

نہرِ زبیدہ

اس پر مجھے ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ کی نہر کا قصہ یاد آیا۔ جو میں سنانا چاہتا ہوں، یہ بہت سبق آموز واقعہ ہے۔ نہرِ زبیدہ بنوانے سے پہلے زبیدہ نے ایک خواب دیکھا جو ظاہراً اچھا نہ تھا۔ جبکہ ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ بڑی عابدہ، زاہدہ، بڑی نیک اور اللہ والی خاتون تھی اس نے دیکھا کہ میں ایک چوراہے پر ہوں اور جو شخص آ رہا ہے مجھ سے بدکاری کر کے جا رہا ہے، ایک عابدہ، زاہدہ خاتون کو ایسا خواب نظر آنا اس کے لئے بہت ہی تکلیف دہ ہوتا ہے، اس نے جب یہ خواب دیکھا تو پریشان ہوئی اور اپنی خادمہ کو کہا کہ تم یہ خواب اپنی طرف منسوب کر کے علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر تعبیر پوچھو کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟ میرا نام نہ بتانا، اپنا اس نے نام بتانے سے اس

لئے منع کیا کہ اس نے سوچا بظاہر اس قسم کے خواب کی تعبیر بہت ہی خراب ہوگی جو میرے لئے رسوائی کا باعث ہوگی ۔ لہٰذا اس کے کہنے کے مطابق خادمہ نے علامہ ابن سیرینؒ سے جا کر کہا کہ حضرت ! میں نے اس قسم کا خواب دیکھا ہے اس کی کیا تعبیر ہے؟ علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے جب خواب سنا تو کہا "یہ تیرا خواب نہیں ہے" یہ تیرا خواب نہیں ہوسکتا، ایسا خواب تو ہر کس و ناکس نہیں دیکھ سکتا، یہ تو کسی خوش نصیب شخص کا خواب ہے، یہ تو بہت اہم خواب ہے، سچ سچ بتا کس کا خواب ہے؟ خادمہ نے کہا حضرت! جس کا یہ خواب ہے اس نے نام بتانے سے منع کیا ہے، علامہ ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ جا کر اس سے اجازت لے کر آ، ورنہ میں خواب کی تعبیر نہیں بتاؤں گا، خادمہ زبیدہ کے پاس واپس آئی اور کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ یہ تیرا خواب نہیں ہے، جس کا خواب ہے اس کا نام بتاؤ تب تعبیر بتاؤں گا، حضرت سمجھ گئے ہیں کہ یہ میرا خواب نہیں ہے کسی اور کا خواب ہے، زبیدہ نے خادمہ سے کہا اچھا جا کر میرا نام بتادو کہ زبیدہ نے یہ خواب دیکھا ہے، خادمہ نے جا کر عرض کیا حضرت ! زبیدہ نے یہ خواب دیکھا ہے، علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اسی لئے میں نے کہا تھا کہ یہ تیرا خواب نہیں ہے، ایسا خواب ہر کس و ناکس دیکھ ہی نہیں سکتا یہ تو کسی خوش قسمت ہی کا خواب ہوسکتا ہے، پھر علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے تعبیر دی کہ

اللہ تعالیٰ ملکہ کے ہاتھ سے ایسا صدقۂ جاریہ قائم فرمائیں گے جس سے رہتی دنیا تک لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ اب ظاہراً خواب کیسا؟ اور اس کی تعبیر کیسی اعلیٰ؟ اس نے زبیدہ سے جاکر ذکر کیا، زبیدہ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ کا شکر ہے کہ تعبیر ایسی اچھی ملی، حالانکہ خواب تو بظاہر بڑا خراب تھا۔

پھر چند سالوں کے بعد ہارون الرشید نے حج کا ارادہ کیا ملکہ زبیدہ بھی ساتھ گئیں، تقریباً یہ آج سے بارہ سو سال پہلے کی بات ہے، ہارون الرشید کے زمانہ میں مکہ مکرمہ میں پانی کی بے حد تنگی تھی، حاجیوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی، جب ہارون الرشید وہاں پہنچے تو وہاں کے لوگوں کی ہارون الرشید سے پانی کا انتظام کرنے کے لئے خود تو کہنے کی ہمت نہیں ہوئی البتہ انہوں نے ملکۂ زبیدہ سے درخواست کی کیونکہ وہ بہت نرم دل تھی کہ مکہ مکرمہ میں پانی کی بہت تکلیف ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو وہاں پانی بآسانی ملنے کا انتظام کردیں، ملکۂ زبیدہ کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ یہ تو بہت اہم جگہ ہے، یہاں دوسرے ملکوں سے بھی لوگ آتے ہیں، ان کو پانی کی بہت تکلیف ہوتی ہے، یہ تکلیف تو ان کی دور ہونی چاہئے ملکۂ زبیدہ نے ہارون الرشید سے اس کی اجازت چاہی جو اس کو مل گئی اس وقت اسلام دنیا میں اپنے شباب پر تھا اور افسوس کہ آج زوال پذیر ہے اور اس وقت کافر طاقتیں مسلمانوں

کے زیرِ نگیں تھیں ،مسلمان دنیا کے اندر غالب تھے اوران کا ڈنکا بجا ہوا تھا ،اس وقت ہرفن کے بڑے بڑے ماہرین مسلمانوں کے اندر موجود تھے۔

ملکۂ زبیدہ نے پوری سلطنت کے اندر اعلان کرادیا کہ جہاں جہاں اس کے کوئی ماہر انجینئر ہیں وہ مکہ مکرمہ آجائیں ،اعلان ہوتے ہی تمام بڑے بڑے شہروں سے ماہرین جمع ہو گئے اورایک بہت بڑی جماعت ماہرین کی وہاں حاضر ہوگئی ،ان سے ملکۂ زبیدہ نے کہا: مجھے مکہ مکرمہ کے کونے کونے اورگلی گلی میں پانی چاہئے ،کیسے آئے گا؟ کہاں سے آئے گا؟ یہ کام تمہارا ہے سوچو! سب مل کر منصوبہ بناؤ! مجھے بہرحال یہاں پانی چاہئے۔

سارے کے سارے انجینیئر سر جوڑ کر بیٹھ گئے ،سب نے مشورہ کیا اور بیٹھ کر ایک نقشہ بنایا اور مکہ مکرمہ کے چاروں طرف نہرِ زبیدہ کا جال بچھادیا ،کہیں بھی کوئی چشمہ کسی پہاڑی کے اندر تھا جس سے ایک قطرہ ٹپکتا تھا اس کو بھی لے لیا ،جو نالی کی شکل میں بہتا تھا اس کو بھی لے لیا ،اس طریقے سے جہاں جہاں جتنے بھی چشمے تھے سب کو نہر کی شکل میں لے لیا۔

نہرِ زبیدہ کی لمبائی چوڑائی

تقریباً چودہ میل لمبی یہ نہر بنائی جس میں جگہ جگہ ٹینک بنائے

ل پانی آتا رہے اور ٹینک میں جمع ہوتا رہے اور پانی کہیں ختم نہ ہو اور جگہ جگہ ڈھکن والے پانی کے ذخیرے بنائے تاکہ کہیں بھی شہر کے باہر ہوں تو ڈھکن اٹھا کر ان ذخیروں سے پانی حاصل کیا جاسکے، اگر کھلا ہوا ذخیرہ ہے تو وہاں سے پانی لے لیں، بند حصہ ہے تو ڈھکن اٹھا کر پانی لے لیں، اس طرح انہوں نے مکہ مکرمہ کے اندر یہ نہرِ زبیدہ پہنچادی، اور مکہ مکرمہ میں پانی کی قلت دور ہوگئی اور عرصہ دراز تک اہلِ مکہ اس کے پانی سے استفادہ کرتے رہے لیکن اب یہ بند ہوچکی ہے اس کے کچھ آثار مکہ مکرمہ میں اور مکہ مکرمہ کے باہر خصوصاً میدانِ عرفات میں باقی ہیں۔ تاہم ہارون الرشید کے زمانے میں کروڑوں دراہم اس کے تیار ہونے پر خرچ ہوئے جو آج کے حساب سے اربوں روپے بنتے ہیں، اس طرح دنیا بھر کے حاجی مکہ مکرمہ میں نہرِ زبیدہ سے عرصہ تک نفع اٹھاتے رہے۔

جب نہرِ زبیدہ تیار ہوگئی تو وہ انجینئر جو اس پورے منصوبے کا ذمہ دار تھا اس نے حساب وکتاب کی فائل تیار کرکے بغداد حاضری دی اور محل میں پہنچا اس وقت ملکۂ زبیدہ دریائے دجلہ کے کنارے تفریح کر رہی تھی، اس وقت اس نے اطلاع دی کہ مکہ مکرمہ کی نہرِ زبیدہ کی تیاری کا حساب لے کر انجینئر حاضر ہوا ہے زبیدہ نے اسی وقت انجینئر کو طلب کرلیا، انجینئر نے فائل پیش کی اور عرض کیا کہ ملکہ صاحبہ یہ نہر

زبیدہ کے منصوبے کی تکمیل کے حساب وکتاب کا فائل ہے۔ آپ نے جو حکم دیا تھا وہ میں نے پورا کر دیا، آپ اس کو دیکھ سکتی ہیں اور مکہ مکرّمہ کی گلی گلی اور کوچے کوچے میں پانی کا انتظام کر دیا گیا ہے، اب مکہ مکرّمہ کے رہنے والوں اور حج وعمرہ کرنے کے لئے آنیوالوں کو انشاء اللہ کسی قسم کی پانی کی کوئی تکلیف نہ ہوگی، اب یہ حساب آپ کے سامنے ہے، آپ حساب لے لیجئے اور مجھے اجازت دیجئے، زبیدہ نے اس کا فائل لیا اس پر دستخط کئے اور اس کو درمیان سے چاک کر کے دریائے دجلہ میں ڈال دیا اور کہا:

تَرَکْنَا الْحِسَابَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ

ترجمہ

ہم نے آخرت کے حساب کی وجہ سے اس کا حساب چھوڑ دیا اور کہا اگر ہماری طرف کچھ نکلتا ہے تو لے لو اور اگر ہمارا تمہاری طرف کچھ نکلتا ہے تو ہم نے معاف کیا۔

چودہ سوسال سے یہ نہر چل رہی ہے، اب اگر چہ شہر کے اندر اس کے آثار مٹ گئے ہیں، شہر کے باہر اس کے کافی نشانات موجود ہیں اور میدانِ عرفات میں خاص طور سے اس کے کافی آثار موجود ہیں، پندرہ سال پہلے تو میں نے خود اس کے نلکے مکہ مکرّمہ میں دیکھے تھے، اس

کا پانی لے کر پیا بھی تھا لیکن آٹھ دس سال کے بعد اب وہاں سعودی حکومت نے پانی کا اتنا زبردست انتظام کردیا ہے کہ سمندر کو میٹھا کر دیا ہے، پہلے میرا خیال یہ تھا کہ اب یہ نہر ختم ہوگئی ہے جیسا کہ شروع میں عرض کیا لیکن ایک قابلِ اعتماد دوست نے بتایا کہ اب بھی نہرِ زبیدہ جاری ہے۔ لیکن اب حکومت نے اس کو زمزم کے کنویں میں ملا دیا ہے۔ واللہ اعلم

نہرِ زبیدہ عظیم صدقۂ جاریہ ہے

بارہ سو سال سے تقریباً عام مسلمان اس سے فائدہ اٹھاتے آرہے ہیں اس کا ثواب انشاء اللہ زبیدہ کو بھی ملے گا اور اگر یہ بات درست ہے کہ اب اس کو زمزم کے کنویں میں ملا دیا ہے تو زمزم چونکہ ساری دنیا میں جارہا ہے، اس لئے یہ اس کے ثواب میں مزید اضافہ کا باعث بنتا رہے گا۔ بہر حال یہ نہرِ زبیدہ جو ایک صدقۂ جاریہ ہے، جتنے لوگ اس کو پیئں گے، جتنے آدمی اس سے غسل کریں گے، کپڑے پاک کریں گے، مسجدیں صاف ہوں گی اس کا اجر و ثواب اس کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ ملتا رہے گا۔

کنواں بنوانا

حدیث شریف میں تیسری مثال یہ دی کہ:

اَوْ حَفَرَ بِئْرًا
یا کنواں کھودا

یعنی کسی نے کہیں کنواں بنوادیا، اب کنواں ایسا صدقۂ جاریہ ہے کہ ہم میں سے ہر آدمی اس میں حصہ لے سکتا ہے نہر بنوانا تو ہمارے لئے مشکل ہے اور بنتی ہوئی نہر میں حصہ لینا ذرا مشکل ہے، لیکن اتنا تو ہم کرسکتے ہیں کہیں مسجد ہو، مدرسہ ہو، محلّہ ہو، گاؤں ہو، دیہات ہو اور وہاں پانی کی تکلیف ہو، کنواں کھدوانے کی ضرورت ہو، ٹیوب ویل لگانے کی ضرورت ہو، بورنگ کی ضرورت ہو اس میں حصہ لے لیں اور ہر جگہ حصہ لے سکتے ہیں، اس کی شہر میں بھی ضرورت ہے، دیہات میں بھی ضرورت ہے، جنگلوں میں بھی ضرورت ہے، سب جگہ اس کی ضرورت ہوتی ہے بہر حال یہ بھی صدقۂ جاریہ ہے، اس میں ضرور حصہ لیں، اس کے ذریعے جانور پانی پئیں گے، انسان کھانا پکائیں گے، کپڑے دھوئیں گے، غرض جو کچھ بھی اپنی ضرورت پوری کریں گے سب کا ثواب ملتا رہے گا، جب تک وہ پانی جاری رہے گا اس وقت تک انشاء اللہ صدقۂ جاریہ قائم اور اس کا ثواب ملتا رہے گا، اس لئے جہاں کہیں بھی ایسا موقع ہو وہاں ہمت کرکے کچھ پیسے شامل کرلینے چاہئیں تاکہ ہمارا حصہ بھی اس میں لگ جائے اور ہم رہیں یا نہ رہیں جتنے بھی نیک کام اس پانی سے انجام پائیں ان میں ہمارا حصہ ہو۔

درخت لگانا بھی صدقۂ جاریہ ہے

صدقہ جاریہ کی چوتھی مثال حدیث شریف میں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ:

اَوْغَرَسَ نَخْلًا

یا اس نے کوئی درخت لگایا

یعنی کسی نے کوئی درخت لگایا تو یہ بھی صدقۂ جاریہ میں ہے، چاہے سایہ دار لگائے یا پھل دار درخت لگائے، بہر حال اس کے پتوں سے، اس درخت کی شاخوں سے، اس درخت کے پھلوں سے جو بھی مستفید ہوگا، چاہے انسان مستفید ہوں یا جانور، مرنے والے کو اور اس درخت لگانے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا، اس لئے جہاں کہیں درخت لگانے کی ضرورت ہو ضرور درخت لگانا چاہئے اور اس نیّت سے درخت لگانا چاہئے تا کہ اس سے دوسروں کو راحت ملے، دوسروں کو سایہ ملے، دوسروں کو پھل ملے، دوسروں کو پتے ملیں، جانوروں کو بھی ملیں، سب کو فائدہ اور سب کو فیض پہنچے اور جس کو جس قسم کا فیض پہنچ جائے گا درخت لگانے والے کو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا ثواب ملے گا، لہٰذا جب تک وہ درخت رہے گا لگانے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

قرآن شریف میراث میں چھوڑنا

اس حدیث میں پانچویں مثال یہ دی ہے کہ

اَوْوَرَّثَ مُصْحَفاً

ترجمہ

یااس نے قرآن کریم ترکہ میں چھوڑا۔

یعنی اگرکوئی شخص قرآن شریف چھوڑ کر چلاگیا اور اس کے مرنے کے بعداس کے وارث اس قرآن شریف کو پڑھتے رہے تو جب تک وہ قرآن شریف صحیح،سلامت رہے گا اور جب تک اس کے گھر والے اس کو پڑھتے رہیں گے برابراس کوثواب ملتارہے گا،اس صدقہ میں یہ بھی داخل ہے کہ قرآن شریف کی اگرمسجد میں ضرورت ہوتو وہاں لاکررکھنا،مدرسہ میں ضرورت ہوتومدرسہ میں دینا۔

مسجد میں قرآنِ کریم رکھنے کاحکم

لیکن مسجد میں رکھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ اس مسجد میں ضرورت ہے یانہیں ہے،آجکل مسجدوں میں لوگوں نے اتنے قرآن پاک رکھ دیے ہیں کہ گل کرختم ہورہے ہیں،تعداداتنی ہے کہ وہ پڑھنے والوں سے زیادہ ہے،اس لئے قرآن شریف رکھنے کامقصد یہ ہے کہ پڑھاجاسکےاورجب وہ اتنی تعداد میں پہلے سے موجود ہیں کہ کوئی پڑھے

گا نہیں تو یہ اپنے صدقہ کو ضائع کرنا ہے، اس کو رکھے رکھے دیمک کھا جائے گی اور ہمارا نقصان ہوگا، اس لئے دیکھ بھال کر یہ کام کریں جہاں ضرورت ہو وہاں دیں۔

ایک اہم مشورہ

اس لئے احقر کا مشورہ ہے کہ اگر قرآن شریف کی ضرورت نہیں ہے، نورانی قاعدوں کی ضرورت ہے تو وہ دیدیں، دینی کتابوں کی ضرورت ہو تو وہ دیدیں، جس چیز کی ضرورت ہو وہ خرید کر وقف کردیں اللہ کی رضا کے لئے، مسجد میں ضرورت ہو مسجد میں، مدرسہ میں ضرورت ہو مدرسہ میں وقف کریں تاکہ وہ کتابیں پڑھی اور پڑھائی جائیں، اور آپ رہیں یا نہ رہیں آپ کو اس کا ثواب ملتا رہے، قرآنِ کریم جو کہ ساری کتابوں کا سردار ہے اس کا ذکر بطور مثال آگیا ہے، باقی تمام دینی کتابیں اس کے تحت آگئیں کہ ان کا وقف بھی صدقۂ جاریہ ہے۔

مسجد بنانا

اَوْ بَنٰى مَسْجِداً
یا کوئی مسجد بنادی

ایک وہ شخص ہے جس نے مسجد بنادی تو یہ مسجد بھی بڑا اونچا صدقۂ جاریہ ہے، بہت ہی اعلیٰ صدقۂ جاریہ ہے، جس نے یہ مسجد بنائی

یا مسجد کی تعمیر میں تھوڑا سا بھی حصہ لے لیا اخلاص سے اور مالِ حلال سے تو حدیث میں آتا ہے کہ کسی نے قطا پرندے کے گھونسلے کے برابر مسجد کی تعمیر میں حصہ لے لیا جس کا اندازہ ایک اینٹ کے برابر ہے تو اللہ پاک قیامت کے دن اس کو جنت میں پورا ایک محل عطا فرمائیں گے اور اس میں جتنے نیک کام ہوں گے سب کا ثواب ان شاء اللہ تعالیٰ مسجد میں حصہ لینے والے کو ملتا رہے گا، اور جب تک مسجد رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس میں نمازیں بھی ہوں گی، ذکر بھی ہوگا، اور تسبیح بھی ہوگی، تلاوت بھی ہوگی، دعا بھی ہوگی، اعتکاف بھی ہوگا، تعلیم بھی ہوگی قرآنی نصیحتیں بھی ہوں گی، جتنے بھی نیک کام ہیں جو مسجد میں ہوتے رہتے ہیں، ان سب کا ثواب مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے کو ملے گا، اس لئے یہ بھی بہت اعلیٰ درجہ کا صدقۂ جاریہ ہے۔ حسب استطاعت اس میں بھی حصہ لیتے رہنا چاہئے۔

نیک اولاد

آخر میں ساتویں مثال صدقۂ جاریہ کی یہ بیان فرمائی کہ:

اَوْ تَرَكَ وَلَداً يَسْتَغْفِرُلَهٗ بَعْدَ موتِہٖ

یا ایسا لڑکا چھوڑا جو اس کی موت کے بعد اس کے
لئے استغفار کرتا رہتا ہے۔

یعنی کسی نے اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑی، اگر وہ اولاد نیک

عالم ہو تو بہت ہی اچھا ہے، لیکن اگر وہ عالم نہیں ہے لیکن نیک ہے، تو یہ بھی اس کے لئے صدقۂ جاریہ ہے مثلاً اپنی زندگی میں اولاد کو نیک راستے پر لگا تا رہا، اس کو دیندار بنا تا رہا، نیک کاموں میں لگا تا رہا، دنیا سے اس حال میں گیا کہ اس کی اولاد نیک ہے، آوارہ، بدمعاش نہیں ہے، دین سے دور نہیں ہے، دیندار ہے، باعمل ہے، متقی اور پرہیز گار ہے تو یہ پرہیز گار اولاد بھی ماں باپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہے جو اپنے والدین کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ ایصالِ ثواب بھی کرے گی اور مغفرت کی دعا بھی کرے گی، قربانی بھی کرے گی، صدقہ بھی دے گی، اور دوسرے کارہائے خیر بھی اپنے والدین کی طرف سے کرے گی۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا واقعہ

یاد رکھئے! نیک اولاد کبھی اپنے ماں باپ کو نہیں بھولتی، جو نافرمان، فاسق وفاجر اولاد ہوتی ہے اور دین سے دور ہوتی ہے وہ بسا اوقات فراموش کرنے والی ہوتی ہے نیک اولاد کبھی اپنے ماں باپ کو فراموش کرنے والی نہیں ہوتی، مجھے اپنے حضرتؒ کا واقعہ یاد آیا، ہمارے حضرت (مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) نے فرمایا کہ جب میرے والد صاحب کے انتقال کا وقت قریب آیا (ہمارے حضرتؒ کے والد صاحب مولانا محمد یٰسین صاحبؒ ہیں جو دارالعلوم دیوبند میں فارسی [illegible] تھے، بڑے عابد، زاہد اور حضرت گنگوہیؒ کے مریدین میں سے

تھے، تو حضرت نے فرمایا کہ جب میرے والد ماجد حضرت مولانا محمد یٰسین صاحبؒ کے انتقال کا وقت قریب آیا) تو انتقال سے کچھ پہلے میں حضرت والد صاحبؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، حضرت والد صاحب نے ایک بات ارشاد فرمائی کہ میاں محمد شفیع! بھول تو سب ہی جایا کرتے ہیں، ذرا جلدی مت بھولنا، حضرت فرماتے ہیں کہ والد صاحبؒ نے کچھ ایسے انداز سے یہ بات ارشاد فرمائی کہ میرے دل کے اندر نقش ہوگئی اور اس وقت جب حضرت کی عمر تقریباً اسّی (۸۰) یا بیاسی (۸۲) سال کی ہو چکی تھی حضرت نے فرمایا کہ آج تک میرے دل میں یہ بات ایسی تازہ ہے جیسے ابھی ابھی میرے والد صاحب نے مجھ سے کہی ہے حالانکہ حضرت والد صاحب کا انتقال ہوئے بھی برسہا برس گزر چکے تھے لیکن چونکہ حضرت مفتی صاحبؒ ان کے نیک وصالح بیٹے تھے کیسی ان کی وصیت تھی؟ پھر کس طرح حضرت مفتی صاحبؒ نے اس کو یاد رکھا کہ روزانہ اپنے والد صاحب کے واسطے ایصالِ ثواب فرماتے تھے۔

بہر حال نیک اولاد بھی صدقہ جاریہ ہے، تو بھئی! ہمیں بھی اپنی اپنی اولاد پر محنت کرنی چاہئے، اور اس کو نیک بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اولاد کی اصلاح پر خصوصی توجہ دیں

اولاد کی اصلاح پر خصوصی توجہ دینی چاہئے، دنیاوی علوم پڑھنا

پڑھانا منع نہیں ہے لیکن دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ ان کو نیک لوگوں کی صحبت میں لانا اور بھیجنا ضروری ہے، ان کو تبلیغی جماعت سے جوڑیں، اگر وہ تبلیغی جماعت سے جڑیں گے تو ان میں دینداری آئے گی، آخرت کی فکر آئے گی، نیک وصالح بنیں گے، ماں باپ کی قدر پہچانیں گے، اس لئے خود بھی جڑیں اور انہیں بھی جوڑیں، علماء حق اور بزرگانِ دین سے جوڑیں تو بہر حال نیک اولاد بھی ماں باپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہے۔

اس طرح حدیث شریف میں صدقۂ جاریہ کی سات مثالیں بیان کی گئی ہیں جو اہم اور بنیادی ہیں، لہٰذا زندگی میں جب اور جہاں صدقۂ جاریہ کا موقع ملے اس میں حصہ لینے سے دریغ نہ کریں، آج کا دیا انشاء اللہ تعالیٰ کل کام آئے گا۔

صدقۂ جاریہ کا آسان طریقہ

اب آخر میں صدقۂ جاریہ میں حصہ لینے کا جو آسان طریقہ ہے وہ عرض کرتا ہوں، وہ یہ ہے کہ جہاں پیسے کی ضرورت ہو اپنے حلال پیسوں میں سے کچھ پیسے اپنی حیثیت کے مطابق محض اللہ کی رضا کے لئے خاموشی سے دے دیں، اگر کوئی ایک روپیہ دے سکتا ہے تو ایک ہی روپیہ دیدے، کوئی آٹھ آنے لگا سکتا ہے آٹھ آنے لگا دے اگر کوئی ایک لاکھ لگا سکتا ہے تو ایک لاکھ روپیہ لگا دے۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے

اللہ پاک خلوص کو دیکھتے ہیں فلوس کو نہیں دیکھتے، یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اللہ پاک پیسوں کو نہیں دیکھتے، دل کے خلوص کو دیکھتے ہیں، ایک آدمی خلوص سے ایک لاکھ روپیہ دے رہا ہے، ایک آدمی خلوص سے ایک روپیہ دے رہا ہے اللہ تعالیٰ دونوں کو برابر ثواب دیں گے ان کے خلوص کی وجہ سے، اللہ پاک مقدار کو نہیں دیکھتے دل کو دیکھتے ہیں، دل میں جتنا خلوص ہوگا، جتنا اللہ کو راضی کرنے کی نیت ہوگی جس قدر نام ونمود اور دکھاوے سے وہ دور ہوگا اور پاک ہوگا اتنا ہی اس کا صدقہ عظیم ہوگا اور اجر وثواب کا باعث ہوگا۔

دیکھئے! یہ کتنا آسان راستہ ہے دینے کا کہ حلال مال دو اور خلوص کے ساتھ دو، خواہ کتنا ہی کم ہو۔

رقم خرچ کئے بغیر تعمیر مسجد میں حصہ لینا

اگر کسی کے پاس پیسے ہی نہیں ہیں دینے کے لئے تو اوّل تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پیسے نہیں ہیں، کیونکہ جب دنیا کے ہر کام کے لئے الحمدللہ ہمارے پاس پیسے موجود ہیں تو اللہ کے راستے میں دینے کے لئے بھی پیسے ہونے چاہئیں، لیکن فرض کرلو کسی کے پاس واقعۃً پیسے نہیں ہیں اور کوئی دینی مدرسہ تعمیر ہو رہا ہے یا مسجد بن رہی ہے تو اس میں

اس طرح بھی حصہ لے سکتا ہے کہ تعمیر کے لئے اینٹیں اٹھا اٹھا کر رکھ دیں، مسالہ پہنچا دیں، ملبہ ڈال دیں یہ دن پیسے مبارک صدقۂ جاریہ میں شرکت کی ترکیب ہے کہ ایک پائی خرچ نہیں ہوئی، صرف جان خرچ ہوئی اور یہ جان لگانا بھی صدقۂ جاریہ میں حصہ لینا ہے، خود سرکارِ دو عالم ﷺ کا ایسا مبارک عمل ثابت ہے اور صحابۂ کرامؓ سے ثابت ہے کہ جب مسجد قباء کے لئے تعمیر ہوئی تو سرکارِ دو عالم ﷺ بنفس نفیس اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس میں شریک ہوئے، سب نے پتھر لا لا کر دیواریں تعمیر کیں اور مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی تو حضور ﷺ نے بھی پتھر ڈالے، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی پتھر ڈالے اور سب نے مل کر مسجد نبوی کی تعمیر کی اور اس میں حصہ لیا، تو اس طرح بھی ایسے کارِ خیر میں ہر شخص حصہ لے سکتا، یہ کوئی مشکل بھی نہیں، دن کو اپنا دنیا کا کام کریں، شام کو کسی کے ساتھ مل کر راتوں رات اِدھر سے اُدھر بجری، سیمنٹ کی بوریاں منتقل کر دیں، سویرے سہولت ہو جائے گی، مزدوری بچ جائے گی اور ہمارا حصہ لگ جائے گا۔

اگر خود مزدور بننا بھی مشکل ہے تو چوکیداری کریں، نگرانی کا کام کریں کہ سیمنٹ کہیں چوری نہ ہو جائے، سریا نہ اٹھ جائے، چوکیدار بن جانا بھی حصہ لینا ہے اگر چوکیدار بننا بھی مشکل ہے تو پھر کوئی خیر خواہی کا مشورہ دیدیں، کسی کے ذہن میں اگر کوئی اچھا سا مشورہ آرہا

ہے جس کا مسجد یا مدرسہ کے لئے دینا مفید ہے تو اس نیت سے کہ چاہے انتظام کرنے والے میرے مشورہ پر عمل کریں یا نہ کریں، میں اپنا کام کردوں اور مشورہ دیدوں، یہ بھی ایک طرح سے شرکت ہے۔ لیکن پھر سمجھ لیں کہ اپنا مشورہ منوانے کی نیت سے اور عمل کرانے کی نیت سے نہ دیں، اچھی بات پہنچانے کی نیت سے مشورہ دیں ورنہ اگر منوانے کی نیت سے مشورہ دیں گے تو جھگڑا ہوگا، فساد پھیلے گا، بس اللہ کی رضا کے لئے خیر خواہی کا جو مشورہ ذہن میں آرہا ہے وہ منتظمین کو پہنچادیں اور اپنے ذہن میں یہ رکھیں، یہ میرے مشورہ پر عمل کریں تب بھی راضی، عمل نہ کریں تو بھی راضی، یہ بھی صدقۂ جاریہ میں ایک قسم کا حصہ ہے۔

دعا کرنے والا بھی اجر میں برابر کا شریک ہوتا ہے

ایک طریقہ اس سے بھی آسان ہے۔ وہ یہ کہ صدقۂ جاریہ مکمل ہونے کی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر آسان فرمادیں اور اس کی تعمیر کو ہمیشہ قائم رکھیں، اس کی ہمیشہ حفاظت فرمائیں، اس میں ہمیشہ دین کی نشر و اشاعت جاری رہے، دین اور قرآن کی تعلیم ہمیشہ جاری رہے، یہاں سے کلام اللہ اور دوسرے علومِ دینیہ کی اشاعت ہو، یہاں سے لوگوں کی، محلہ والوں کی اصلاح اور تربیت ہو، یہاں سے قرآن پڑھنے والے حافظِ قرآن بن کر نکلیں، دین ہمارے گھروں میں آجائے، محلے والوں میں، بازاروں میں، شہروں میں دین آجائے اور یہ دین ساری

دنیا میں پھیل جائے وغیرہ۔

یادرکھیں! مؤمن کے دل سے نکلنے والی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی بدولت غیب سے اس کی تکمیل کا انشاء اللہ تعالیٰ انتظام فرمادیں گے، اگر پیسے کی ضرورت ہوگی تو پیسے آجائیں گے، سریا وسمنٹ کی ضرورت ہوگی تو وہ آجائے گا، جس چیز کی ضرورت ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ وہ آسانی سے مہیا ہوجائے گی، اس لئے جب اخلاص کے ساتھ دعا ہوگی تو دعا ہی سے کام چلیں گے۔ درحقیقت کاموں کو کرنے والے اللہ پاک ہیں، بندہ کرنے والا نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان ہے کہ ہم سے دعا کرالیں، یا مشورہ دلوادیں، یا جسمانی محنت ومزدوری کرادیں، یا ہم سے پیسے دلوادیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جس پر بھی ہوجائے، اور جتنا بھی ہوجائے وہ سب اس کا کرم ہے۔ بہرحال ان صورتوں میں حصہ لینا اس کے لئے صدقۂ جاریہ ہوگا اور جب تک وہ صدقۂ جاریہ قائم رہے گا ان کو برابر ثواب ملتا رہے گا اور اس کے مرنے کے بعد بھی قبر میں انشاء اللہ ثواب پہنچتا رہے گا، اس لئے بھئی! یہ مدرسہ بھی صدقۂ جاریہ ہے، مسجد بھی صدقۂ جاریہ ہے، علم بھی صدقۂ جاریہ ہے، قرآن شریف بھی صدقۂ جاریہ ہے، اب جس کو جہاں جس صدقۂ جاریہ میں حصہ لینے کا موقع مل جائے وہ اس میں حصہ لینے میں کوتاہی نہ کرے، جتنا بھی ہوسکے، جیسے

بھی ہو سکے اس میں حصہ ڈال لیں تا کہ اس کا یہ حصہ آخرت کیلئے صدقہ جاریہ بن جائے۔

غرض صدقہ کی مختلف صورتیں ہیں ان میں سے بعض کا ذکر درج ذیل حدیث میں ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ، قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ اَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: فَلْيَأْمُرْ بِالْخَيْرِ اَوْقَالَ بِالْمَعْرُوْفِ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: فَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ۔

(رواه البخارى "مطبوعة بيروت": ٥،ص:٢٢٤١)

ترجمہ

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم اور ضروری ہے، صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ اگر وہ (صدقہ کرنے کیلئے کوئی چیز) نہ

پائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اپنے ہاتھ سے
مزدوری کرے اور خود کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ
بھی کرے، صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ اگر وہ یہ
(بھی) نہ کر سکے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کسی
پریشان حال شکستہ دل حاجتمند کی مدد (کر کے
صدقہ کا ثواب حاصل) کرے، صحابہؓ نے عرض کیا
اگر وہ یہ (بھی) نہ کر سکے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
وہ خیر کا حکم کرے یا فرمایا نیکی کا حکم دے صحابہ نے
عرض کیا کہ اگر وہ یہ (بھی) نہ کر سکے؟ تو آپ نے
فرمایا وہ کسی کو تکلیف دینے سے باز رہے، اس کے
لئے یہی صدقہ ہے۔

(رواہ البخاری)

بس اب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے صدقات
پر عمل کرنے کی توفیقِ کامل عطا فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین
وآخر دعانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆